سیرت کی تعمیر قلوب کی تطہیر کا مؤثر لائحہ عمل
مجلہ
محی الدین
فیصل آباد
شمارہ نمبر 3 - شعبان المعظم 1435ھ 2014ء
شعبان المعظم کی 15 ویں رات
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
صورت سیرت ارشادات
حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ
اللہ کی طرف رجوع کرنے والا
تاریخ ساز خطاب
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب
محبت اولیاء کا فائدہ
جمالِ نقشبند سے جمالِ صدیقی کا تذکرہ

شمارہ نمبر3 - شعبان المعظم 1435ھ 2014ء

زیر سرپرستی

صاحبزادہ پیر زاہد قاسم صدیقی صاحب

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب
شیخ الحدیث علامہ محمد مرتضیٰ عطائی صاحب
علامہ محمد معظم الحق محمودی صاحب
علامہ خواجہ وحید احمد قادری صاحب
ڈاکٹر عبدالشکور ساجد صاحب
پروفیسر عبدالخالق توکلی صاحب

مدیر اعلیٰ

مدیر معاون
پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صدیقی

مدیر
محمد دانش صدیقی ایڈووکیٹ

مدیر طباعت

مجلس مشاورت

ڈاکٹر امتیاز احمد شیخ
محمد آصف صدیقی (سدھے شیخ)
محمد صفدر صدیقی * سید شہباز شاہ
ڈاکٹر محمود یوسف شیخ * محمد اظہر صدیقی
محمد یسین صدیقی * طارق جمیل صدیقی
محمد عادل صدیقی * محمد نعیم صدیقی
عاطف امین صدیقی * عبدالستار صدیقی
محمد بابر صدیقی * محمد ہمایوں صدیقی
محمد خالد صدیقی * صوفی غلام رسول شرقپوری
جملہ ممبران
محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد

اس شمارے میں

کمپوزنگ > محمد عثمان قادری

رابطہ آفس
فاروق آرٹس
سیکنڈ فلور وکیلانوالی گلی نمبر4-5 کچہری بازار فیصل آباد
رابطہ نمبرز
041-2636130
0321-7611417

ناشر

جامع مسجد محی الدین
سدھار (سبزی منڈی) جھنگ روڈ فیصل آباد

دُعا بارگاہِ الٰہ (جل وعلا)

من بندہ شرمسارم تورحم کن رحیما
اندر سرائے فانی کر دم گناہ تو دانی
شرمندہ روئے زردم جرم عظیم کر دم
غیبت دروغ گفتم غافل بے بخفتم
در وقت نزع جانم گویا بکن زبانم
ازتن دود چو جانم بستہ شود زبانم
در گور چوں بمانم تنہا چوں بیکسانم
یا رب بحق مرداں گورم فراخ گرداں
من سعدی صفائم بر دین مصطفائم
ہر دم ہمیں بخوانم تو رحم کن رحیما

(حضرت سعدی علیہ الرحمۃ)

میں شرمسار بندہ ہوں تو رحم کر اے رحیما
اس دنیائے فانی میں تو جانتا ہے میں نے گناہ کئے
میرا چہرہ عظیم گناہوں کی وجہ سے زرد ہے
میں نے لوگوں کی برائیاں کیں اور جھوٹ بولا میں تجھ سے اکثر غافل ہو کر سویا
میری جان عالم نزع میں ہے میری زبان کو گویائی دے
جب میری جان تن سے جدا ہو اور میری زبان بند ہو جائے
جب میں قبر میں ہوں اور بے کسوں کی طرح اکیلا ہوں
اے میرے رب اپنے نیک بندوں کے طفیل میری قبر کو کشادہ کیجیو
میں سعدی باصفا ہوں اور میں تیرے حبیب ﷺ کے ماننے والوں میں ہوں
میں ہر دم یہی پڑھتا ہوں کہ اے میرے رحمٰن ورحیم اپنا فضل مجھ پر فرما۔ (آمین)

شاعر دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا کلام

نعت رسول کریم ﷺ

واحسن منك لم ترقط عيني
واجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرا من كل عيب
كانك قد خلقت كما تشاء
هجوت محمدا برا تقيا
رسول الله شيمته الوفاء
رجوتك يابن امنة لانى
محب والمحب له الرجاء

اے اللہ کے محبوب ﷺ! میری آنکھ نے آج تک آپ سے زیادہ حسین نہ دیکھا ہے۔ (نہ دیکھے گی)۔
اور کسی عورت نے آپ سے زیادہ جمیل بچہ پیدا نہیں کیا۔
آپ کو ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کیا گیا ہے۔
گویا آپ کو خود آپ کی منشاء کے مطابق پیدا کیا گیا ہے۔
اے رسول خدا کے دشمن! تو نے برائی کی ہے کس کی؟ محمد ﷺ کی، جو سراپا کرم اور نوازش ہیں۔
جس نے ہر ایک پر مہربانی کی ہے، جو اللہ کا رسول ہے، اور جس کی عادت پاک ہی وفا کرنے کی
اے آمنہ کے لعل ﷺ، میں نے تیری تمنا کی ہے۔
میں محبت کرنے والا ہوں اور ہر محبت کرنے والے کی ایک تمنا ہوتی ہے۔

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد و علی ال سیدنا محمد و بارك وسلم

فکرِ معاش یا ذکرِ رزاق

ہر صاحب شعور اس بات کا ادراک رکھتا ہے کہ ہمارا رزق ہمارے رب تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اور وہ ہر کسی کو اپنی شانِ کریمی سے نواز رہا ہے۔ ہم پر اس کے انعامات، احسانات شمار سے باہر ہیں باوجود اس کے ہم ذکر الٰہی کی طرف پورے شوق اور ذوق سے مائل کیوں نہیں ہوتے۔۔۔۔ دن رات فکر معاش میں بدحال ہو جاتے ہیں اور اپنے حال اور مستقبل کے لئے پریشان ہو جاتے ہیں۔۔۔ کیا ہمیں اپنے رب تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہتے ہوئے مکمل یقین کے ساتھ ذکر کی طرف رجوع نہیں کر لینا چاہیے۔۔۔۔ وہ اس لئے کہ ابھی وقت ہے اُس کی یاد کا، ذکر رزاق کا۔۔۔۔ جی ہاں اگر وقت روٹھ گیا۔۔۔۔ دم ٹوٹ گیا۔۔۔۔ زندگانی فکر معاش میں ہی گزر گئی۔۔۔۔ لذت ذکر سے محرومی رہی۔۔۔ تو پھر ندامت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔۔۔۔ اور یاد رکھیے۔۔۔۔ قرآن مجید کا بھی فیصلہ ہے" اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا ہم اُس پر زندگی کا جامہ تنگ کر دیں گے۔۔۔ ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے اے ایمان والو! آؤ ہم تمہیں ایک تجارت بتلائیں جو دردناک عذاب سے تمھیں نجات دلا دے تم اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان کو طاقتور بناؤ تم اپنے مال و متاع کو اور اپنی جانوں کو اللہ کے راستے میں بے دریغ خرچ کرو۔۔۔۔ آیئے ہر دم ذکر کرنے کی رب تعالیٰ سے توفیق طلب کرتے ہیں اور "ہتھ کار ول دِل یار ول" کرتے ہیں۔

از: مدیر اعلیٰ

نور قرآن

شعبان المعظم کی پندرھویں رات

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبداللہ صدیقی صاحب

فیھا یفرق کل امر حکیم (سورۃ الدخان)

ترجمہ:۔ اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم ﷺ کی اُمت پر کس قدر مہربان ہے اس سے اندازہ کر لیجئے کہ وہ تو بخشنے کے بہانے تلاش کرتا ہے۔ معافی عام کرتا ہے رحمتوں کی تقسیم کرتا ہے۔ کوئی طلب کرے وہ عطا کرتا ہے۔ شب برات ہو، شب قدر ہو، رمضان ہو، بس بخشش کی تقسیم جاری ہے۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کو کھولتا ہے بقرعید کی رات، عید الفطر کی رات، شعبان المعظم کی پندرہویں رات، جس میں لوگوں کی زندگیوں اور رزق کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ اور اس میں حج کرنے والے کا نام لکھا جاتا ہے اور عرفات کی شب میں اذان فجر تک۔ (الدر المنثور ج ۶ ص ۳۴۹)

شعبان المعظم کی پندرہویں شب اللہ تعالیٰ اس سال جس بندہ کی روح قبض کرنا چاہتا ہے ملک الموت کو احکامات جاری فرماتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ شعبان المعظم کی پندرہویں رات کے متعلق اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں حاجیوں کے نام لکھ دیے جاتے ہیں۔ اس میں ایک سال کے معاملات پختہ کیے جاتے ہیں زندگی اور موت کے فیصلے کر دیے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی کمی یا زیادہ نہیں ہوتی۔ (تفسیر تبیان القرآن ج ۱۰ ص ۴۴۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہے کہ ایک رات نبی کریم ﷺ کو بستر پر جلوہ گر نہ پایا تو باہر نکلی ڈھونڈا۔ تو سرور کائنات ﷺ بقیع کے قبرستان میں تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے گمان کیا کہ آپ شاید دوسری ازواج کے پاس تشریف

لے گئے۔ ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ آج شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہے بے شک اللہ رب العالمین اس رات آسمان دنیا کیطرف اپنی شان کے مطابق نازل ہوتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ اپنے بندوں کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (قبیلہ کلب کی بکریوں کی تخصیص کی وجہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمائی ہے کہ عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلہ کی بکریوں کے بال ان سے زیادہ نہیں ہیں۔

(تفسیر تبیان القرآن ج ۱۰ ص ۷۴۶)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب شعبان المعظم کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس شب غروب آفتاب سے آسمان دنیا کی طرف نزول فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا۔۔۔۔۔۔۔؟ تو میں اُس کی بخشش کر دوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا۔ میں اس کو عطا کروں۔ مصیبت سے نجات مانگنے والے کو نجات عطا کروں فجر تک اعلانِ کرم جاری رہتا ہے۔

اہم بات

شب برات اور دیگر شب ہائے مقدسہ میں نفلی عبادات کرنا بلا کراہت جائز ہیں بلکہ مستحسن اور مستحب ہیں۔ تاہم جن لوگوں کی کچھ فرض نمازیں چھوٹی ہوئی ہوں وہ ان مقدس راتوں میں اپنی قضاء نمازوں کو پڑھیں۔ اسی طرح نفلی روزوں کے بجائے جو فرض روزے چھوٹ گئے ہوں ان روزوں کی قضاء کریں۔ بہر حال ترک کیے ہوئے فرائض کی قضاء کو نوافل کی ادا پر مقدم کرے۔ کیونکہ اگر وہ نوافل نہیں پڑھے گا تو اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی اور نہ اسے کسی عذاب کا خطرہ ہوگا اور اگر اس کے ذمہ فرائض رہ جائیں گے تو اس سے باز پرس ہوگی اور اس کو بہر حال عذاب کا خطرہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب کرے۔ (آمین)

از محمد دانش صدیقی صاحب ایڈووکیٹ

المرء مع من احب

تم اس کے ساتھ رہو گے جس سے تم محبت کرتے ہو (صحیح مسلم)

اللہ کریم کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ اپنے بندوں میں کچھ بندے خاص کئے انہیں اولیاء کرام کا منصب عطا کیا۔ اپنے دوستوں میں شامل کیا۔ اور پھر ان کے بولنے کو اپنا بولنا اُن کے سننے کو اپنا سننا۔ ان کے چلنے کو اپنا چلنا ان کے سماعت کو اپنی سماعت قرار دے کر قرب کی دلیل عطا کر دی۔ اور فرمایا جب یہ مجھ سے سوال کرتے ہیں تو میں انہیں خالی نہیں لوٹاتا۔ اللہ کریم اولیاء کرام سے جب محبت کرتا ہے۔ پھر جبریلِ امین کے ذریعہ تمام ملائکہ کو اپنے اُس خاص بندے یعنی ولی سے محبت کرنے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔ پھر زمین والوں کے دلوں میں محبت ولی کا پیغام عام کرتا ہے اس مقبول محبوب ولی کی محبت خوش بخت لوگوں کے قلوب میں جبریل امین کے ذریعہ داخل کر دی جاتی ہے۔

غور کا مقام ہے کہ آپ اپنے دل کو دیکھیں آپ کے دل میں محبت اولیاء موجود ہے اگر ہے تو یہ اللہ کا کرم ہے۔ اگر نہیں تو ابھی توبہ کا وقت ہے۔ اپنے دل درست کر لو۔ کیونکہ اولیائے کرام وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا بنایا ہے۔ اور خود ہی اُن کی محبت کو دلوں میں داخل فرمایا ہے۔ ہم پھر محبت اولیاء سے خالی رہ کر محرومِ کرم کیوں رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک شخص اپنے بھائی (ولی اللہ) سے ملنے کے لئے دوسری بستی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے راستے میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا۔ وہ شخص جو اللہ کی رضا کیلئے اُس کامل مرد سے ملنے نکلا تھا۔ اُس سے فرشتے کی ملاقات ہوگی تو فرشتے نے سوال کیا جس سے تم ملنے جا رہے ہو۔ اُس نے تم پر کوئی احسان کیا ہے وہ شخص جواب میں کہے گا کوئی احسان نہیں محض اللہ کیلئے مجھے اُس سے محبت ہے۔ فرشتہ کہے گا۔ میں

اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں جس طرح تم اُس شخص (ولی اللہ) سے محض اللہ کیلئے محبت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب قائم ہوگی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ تم نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے۔ اُس شخص نے کہا اللہ اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"تم اُسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت ہوگی"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد اس ارشاد سے بڑھ کر اور کسی چیز سے خوشی نہیں ہوئی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سو بس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے اُن کے ساتھ ہوں گا ہر چند کہ میرے اعمال ان کے اعمال کیطرح نہیں ہیں۔

دوستو!

یہ ہے محبت اولیاء کا فائدہ لہٰذا۔ محبت اولیا سے دل جگمگائے رکھنا۔ تاکہ حشر انہی پاک بندوں کے ساتھ ہو جائے۔ (آمین)

ایصال ثواب کیجئے

حضرت قبلہ حاجی محمد حیات نقشبندی مجددی رضائے الٰہی سے وصال کر گئے ہیں۔

حاجی صاحب جناب حضرت میاں جمیل احمد شرقپوریؒ کے خادمِ خاص تھے۔

وجملہ اُمتِ مرحومہ

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

از استاذ العلماء خواجہ وحید احمد قادری صاحب

حضرت امام الائمہ سراج الامۃ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ تمام فقہاء اور مجتہدین کے رئیس، ماہرین حدیث کے امام اور استاذ، وارفتگان شوق کے قبلہ، عابدوں کے راہنما، زاہدوں کے قافلہ سالار، صوفیوں کے پیشوا، الغرض نبوت و صحابیت کے بعد ایک انسان میں جس قدر محاسن اور فضائل ہو سکتے ہیں وہ ان سب کے جامع بلکہ ان اوصاف میں سب کیلئے ہادی اور مقتدیٰ تھے۔

امام ابوحنیفہ کا نام نعمان، کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔ مشہور روایت کے مطابق امام صاحب کی ولادت 80ھ میں ہوئی مگر ایک اور روایت 71ھ کی بھی ملتی ہے جس سے عمر مبارک یقیناً بڑھ جاتی ہے اور آپ کا تابعی ہونا ہر شک وشبہ سے بالاتر ہو جاتا ہے۔ امام صاحب کا خاندان تجارت پیشہ تھا۔ اسی بنا پر آپ اپنی ابتدائی زندگی میں اسی کام کی طرف متوجہ رہے۔ جب آپ کی عمر بیس سال ہوئی تو یکا یک آپ کی زندگی میں انقلاب آیا اور آپ ہمہ تن حصول علم کی طرف ملتفت ہو گئے۔ ابتداء میں علم ادب ولسان سیکھ کر اپنے علمی سفر کا آغاز کیا۔ بعد ازاں علمِ کلام میں کمال حاصل کیا۔ آپ کی تصنیف "الفقہ الاکبر" اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اسی زمانے میں کوفہ میں حضرت حماد کے درسِ حدیث اور درسِ فقہ کا بڑا چرچا تھا۔ آپ اس درسگاہ میں باقاعدگی سے حاضر ہونے لگے۔ چنانچہ حضرت حماد کی وفات کے وقت تک آپ پوری طرح سر چشمہ علوم بن چکے تھے۔ اسی بناء پر استادِ گرامی نے آپ ہی کو اپنی جانشینی کے لئے منتخب فرمایا۔

امام صاحب کے علم وفضل فقہ وحدیث پر اگرچہ نمایاں ترین اثرات تو حضرت حماد ہی کے تھے لیکن آپ نے تنہا انہی سے علم حاصل نہ کیا تھا۔ بلکہ آپ کے شیوخ اساتذہ کی فہرست بڑی طویل ہے۔ مشہور محدث و محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار بیان کی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

لو کان العلم بالثریا لتناولہ اناس من ابناء فارس

اگر علم ثریا (ستارے) کے پاس بھی ہوگا تو اہل فارس سے کچھ لوگ اسے ضرور حاصل کر کے رہینگے۔

محدثین اس کا مصداق امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں۔امام صاحب کے مجتہد مطلق ہونے پر دنیائے اسلام نے اتفاق کیا ہے۔جس کیلئے علم حدیث میں تبحر شرط اولین ہے نامور محدثین نے آپ کی وسعتِ علمی کی شہادت دی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جب مجھے یمن کا گورنر تعینات کیا تو پوچھا تم کس کی رُو سے فیصلہ کرو گے عرض کیا قرآن کی رُو سے فرمایا اگر قرآن میں وہ حکم مذکور نہ ہو تو؟ عرض کیا سنت کی رُو سے فیصلہ کروں گا۔فرمایا۔اگر اسے سنت میں بھی نہ پاؤ تو؟ انہوں نے عرض کیا اس وقت رائے سے اجتہاد کروں گا۔اس پر سرکار ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے رسول خدا ﷺ کے قاصد کو مرضی رسول ﷺ پر چلنے کی توفیق بخشی اور عالمِ اسلام کی یہ خوش قسمتی تھی کہ انہی اصولوں کی روشنی میں امام ابو حنیفہ نے اپنے مسلک کی بنیاد اُٹھائی اور استدلال کے اصول وضع فرمائے۔امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر آئمہ فقہ کی عظمت علمی کا اندازہ وہی کر سکتا ہم جسے عربی زبان پر عبور کے ساتھ علوم دینیہ میں بھی کامل دسترس حاصل ہو۔

اُردو یا فارسی تراجم پڑھ لینے سے نفسِ مضمون تو کسی حد تک سمجھ میں آ سکتا ہے مگر ان کیفیات کا وہ براہِ راست نزول جو قرآن کے الفاظ کی ادائیگی کے وقت ایک عالمِ دین کے دل پر ہوتا ہے نہیں ہو سکتا۔تلاوت کلامِ الٰہی بھی اپنی جگہ کار ثواب ہے مگر اس کو سمجھنے کا اجر اور مقام اس سے بھی بلند ہے۔ان بلندیوں تک اسی وقت رسائی ممکن ہو سکتی ہے جب کوئی راہ بتانے والا، استاد، یا کوئی پیر رومی اس علمی سفر میں ساتھ ہو۔کسی راہنمائی کے بغیر منزل کی طرف روانہ ہونے میں کسی بھی موڑ پر بھٹک جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ہر طرح کی گمراہی سے بچنے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی خاطر ہمیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر اولیاء و علماءِ امت کے دامن سے تمسک کرنا چاہیے۔علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی کامل انسان کے آستان پر بوسہ زنی کی تلقین کرتے ہیں۔

دیں مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب، دیں از نظر

قاسم فیضان نبوۃ

حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از:۔علامہ محمد نواز ہزاروی صدیقی صاحب خطیب جامع مسجد فیضان مدینہ (پیٹربرا انگلینڈ)

نہ ادائے عاشقانہ نہ نوائے دلبرانہ
جو دلوں کو فتح کر لے وہ فاتح زمانہ

گروہِ صوفیاء کے رجل عظیم، گلستانِ ولایت کے مہکتے پھول، قاسم فیضانِ نبوۃ قافلہ نور کے درخشندہ ستارے حضور قبلہ عالم غوث الامت، خواجہ خواجگان، خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ ان اُولوالعزم ہستیوں میں سے ہیں جنہوں نے عافیت کدوں کا اِک جہاں آباد کیا اور بعد از وصال بھی ان کا آستانہ عالیہ نیریاں شریف مرجع خلائق ہونے کے ساتھ ساتھ دنیائے اسلام کے لئے عظیم روحانی و علمی مرکز کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔

دنیائے ولایت میں آپ وہ ازلی خوش نصیب ہیں جنہیں خالق کائنات نے اپنی دوستی کے لئے پسند فرما لیا تھا۔دورانِ طالب علمی ایک مرد قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے غور سے دیکھ کر فرمایا تھا" بیٹا تمہاری پیشانی پر غوثیت کی تحریر ثبت ہے تم اپنے وقت میں غوث کے منصب پر فائز ہو گے۔لیکن تمہارے فیضان کا سرچشمہ اس ملک میں نہیں ہے بلکہ یہاں سے دور ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں ہے"

خدا کے بندوں سے پیار کرنے والو!

دنیائے روحانیت کے باسیوں کا اپنا روحانی نیٹ ورک ہوتا ہے۔قدرت انہیں نورِ بصیرت کی وہ کرشماتی طاقت ودیعت کر دیتی ہے جس سے یہ ظاہر و باطن کا تعارف، کون، کہاں کیسے اور کب نوازا جائے گا؟ دیکھ لیتے ہیں اور اپنی جماعت کے فرد کو بڑی دور سے پہچان لیتے ہیں۔

پس گردش لیل و نہار سالوں زمینی فاصلہ میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔لیکن روحانیت کے ہاں یہ فاصلہ کوئی فاصلہ نہیں ہوتا۔بہر حال بظاہر دوری بھی دور ہوئی۔افغانستان غزنی سے پنجاب

مری کا سفر اپنے دامن میں سفری صعوبت، ذوقِ عبادت، کامیاب تجارت کے علاوہ بے شمار احوالِ زندگی سموئے ہوئے ہے۔

ذرا مزید ان خدار سیدہ سالکانِ راہ عشق و محبت کے روحانی رشتہ و تعلق کا آغاز کیسے ہوا؟ وہ بھی ملاحظہ فرماتے جائیں۔ موہڑہ شریف جانے والے شخص کو کچھ روپے دیئے جاتے ہیں۔ اور فرمایا جاتا ہے کہ میری طرف سے حضرت باباجی صاحب کی خدمت میں یہ حقیر نذرانہ عقیدت پیش کر کے عرض کرنا۔ کہ "غزنی کا ایک مسافر آپکی خدمت میں عاجزانہ سلام عرض کرتا ہے"۔

اس شخص نے عظیم درگاہ موہڑہ شریف پہنچنے پر حضور باباجی سرکارؒ خود ہی اس سے غزنی کے مسافر کا نذرانہ طلب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ بیٹا واپس جا کر اُسے کہنا مجھے تیرے نذرانے کی ضرورت نہیں بلکہ تیرے آنے کی ضرورت ہے۔

واہ حضور قبلہ عالمؒ تیری عظمتوں پہ نثار! اُدھر مردِ قلندرؒ بھیج رہا ہے۔ ادھر مرشد کامل منتظر ہیں۔ پیغام عشق و محبت ملتے ہی دل میں لقائے یار کی تڑپ انگڑائیاں لینے لگی۔ دل بے تاب کو قرار دینے کے اہتمام ہونے لگے۔ تو وہ سہانہ وقت آن پہنچا۔ غزنی کے مسافر مراد کی حیثیت سے مرید ہونے دربار گوہر بار موہڑہ شریف میں حاضر ہوئے تو عاشق صادق حضور خواجہ محمد قاسم صادقؒ کی نورانی شکل وصُورت، سراپا قدس حلیہ، خداداد روحانی و جسمانی وجاہت کی زیارت کرتے ہی اپنا آپ فدا کرنے کا فیصلہ کر لیا ادھر باباجیؒ نے بھی دیکھتے ہی فرمایا کہ "مجھے آپ کا مدت سے انتظار تھا" پھر دستِ مبارک پر بیعت فرما کر ہمیشہ کیلئے دامن روحانیت میں بسا لیا"

زیادہ عرصہ نہیں گزرا ہوگا کہ تجارتی حالات بگڑنا شروع ہو گئے اور دوسری طرف مرشد گرامی کی روحانی توجہ سے روحانی درجات بڑھنا شروع ہو گئے۔ اب کی بار دربار عالیہ میں حاضری کے موقع پر باباجی سرکارؒ نے بظاہر جو دوریاں ہیں انہیں بھی ختم کرتے ہوئے ہونے والی عنایات کا تذکرہ یوں فرمایا۔

"جاؤ بیٹا لنگر کی خدمت کرو۔ اب آپ نے ایسی تجارت کرنی ہے کہ آپ کی دوکان

سے مشرق و مغرب شمال اور جنوب کی مخلوق سودا خریدے گی"

باباجی سرکارؒ نے مزید کرم فرمایا "فکر نہ کرو میں تمہارے لئے جو عظیم خزانہ محفوظ کر رکھا ہے اس کی قدر و قیمت کو صرف میرا اللہ ہی جانتا ہے یا پھر میں جانتا ہوں۔

ارشاداتِ عالیہ سے دل کی دنیا میں یوں انقلاب وارد ہوا کہ نہایت ہی سکون و دلجمعی اور کائنات کی مادی چاہتوں سے بے نیاز ہو کر پورے انہاک سے مرشدِ لجپال کے آستانے پر خدمت خلق میں مصروف ہو گئے۔

تقویٰ و طہارت، اخلاص و ادب، محنت و ریاضت، غرضیکہ طالبانِ حقیقت کی ساری خوبیوں کے ساتھ ۱۲ سال سے زائد عرصہ وہاں بسر کر دیا۔ جب باباجیؒ کی نگاہ کیمیا اثر نے ہر اعتبار سے درجہِ کمال کا اہل پایا تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت عطا فرمائی اور حکم صادر کیا کہ ریاست کشمیر کے مشہور مقام تراڑ کھل وادی پونچھ میں قیام کر کے مخلوقِ خدا کی ظاہری و باطنی اور روحانی تربیت کریں۔ اور دُور دراز علاقوں کے دورے کر کے لوگوں کو ظلم و جہالت اور کفر و شرک کے اندھیروں سے باہر نکالیں۔

نیریاں شریف:

آج سے تقریباً 90 سال پہلے جب حضور قبلہ عالمؒ نے نیریاں شریف میں قدم رکھا۔ تو یہاں ویرانہ ہی ویرانہ تھا۔ دور تک آبادی کا کوئی نشان نہ تھا۔ گھنے جنگلات، خاردار جھاڑیاں اور تاریکی کی وجہ سے یہ مقام جنگلی درندوں کی آماجگاہ تھا۔ سڑکیں تو سڑکیں عام راستے بھی نہ ہونے کے برابر تھے۔ خورد و نوش اور نہ ہی انسانی آرام کا کوئی انتظام تھا۔

اعلیٰ حضرت پیر محمد زاہد خان رحمۃ اللہ علیہ حکم کے مطابق وہاں سر چھپانے کے لئے ایک جھونپڑا بنواتے ہیں۔ اس سادہ سی قیام گاہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بٹھاتے ہیں اور اس کے سامنے سفید جھنڈا نصب کرتے ہیں۔

درحقیقت حضرت باباجی سرکارؒ نے سنتِ ابراہیمی پہ عمل کرتے ہوئے اپنے روحانی

فرزند کو اس وادی میں بظاہر بے سروسر ساماں اور بباطن سب جہاں عطا کر کے آباد کیا۔ یہ بات تو زمینی حقائق میں سے بھی ہے اہل اللہ کی بسائی ہوئی بستی بسی رہتی ہے کیا خیال ہے جن کے پیچھے باباجیؒ جیسی ہستی کی دعا بلند ہو رہی ہو وہ کیسے پستی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ نیریاں شریف حضرت خواجہ محمد قاسم صادق موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی فیوضات و برکات کا مرکز بن گیا۔ بھیانک جنگل بقعہ نور ہو گیا جہاں درختوں کے جھنڈ ہی جھنڈ تھے وہاں اب جامِ معرفت پینے والے لاتعداد انسان اور طالبانِ علم و حکمت کے جھنڈ دکھائی دیتے ہیں۔

جہاں وحشت و دہشت کی وجہ سے اک سناٹا اور ہُو کا عالم تھا وہاں ہر سو محبت ریاضت مروت اور اللہ ہو کے نعرے سنائی دیتے ہیں۔

جہاں جنگلی درندے منہ پھاڑے دندناتے پھرتے تھے وہاں بھولے بھٹکے اور درندہ صفت انسانی روحانی تربیت سے خلق، محبت اور ادب جیسی صفات سے متصف ہو کر دامن رسول ﷺ سے وابستہ ہو رہے ہیں۔

جہاں گھٹا ٹوپ اندھیروں کی بستی تھی وہاں غوث الامت کی عظیم ہستی کی برکت سے دینی و دنیوی علم کی شمعیں اور نور و عرفان کی قندیلیں روشن ہیں۔

نیریاں کا ذرہ ذرہ نور سے بھرپور ہے
آستاں خُلدِ بریں ہے پیر محی الدینؒ کا

نیریاں شریف قیام پذیر ہوتے ہی حضور قبلہ عالمؒ نے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے مخلوقِ خدا کی دینی و روحانی رہنمائی کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ کشمیر و پاکستان کے دُور دراز اور دشوار گزار علاقوں میں احیائے دین کے عظیم مشن کے لئے سفر شروع فرمائے۔ شب و روز وعظ و نصیحت اور ذکر الٰہی میں بسر ہونے لگے۔

حضور خواجہ غزنویؒ کے وُجودِ باجود میں قدرت نے باطنی کمال کی طرح ظاہری حسن و

جمال میں بھی بڑی فیاضی دکھائی تھی۔ آپ کا رُخ انور ہی آپ کے مقام و مرتبہ کا پتہ دے رہا تھا۔ جہاں ٹھہرتے جہاں سے گزرتے وہاں وہاں اپنی محبت و عقیدت کا اک جہاں آباد کرتے جاتے۔

آپ کا قافلہ نور و سرور جس جس علاقے سے گزرتا کلمہ طیبہ کی کیف آور گونج نقارہ خداوندی کا کام دیتی۔ لوگ گھروں سے جھانکتے۔ مکان کی چھتوں سے نظارہ کرتے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں پورے علاقے میں آمد کی خبر پھیل جاتی۔ لوگ دیوانہ وار خدمت میں حاضر ہونے لگتے۔ جو بھی اس پیکر انوار قافلہ سالارؒ کی پُر بہار صورت کا دیدار کرتا۔ اور خلق رسول ﷺ سے سرشار گفتار بھی سن لیتا تو اپنا آپ خود ہی محبت و نسبت کی زنجیر میں گرفتار کر لیتا۔

تبلیغی دوروں کے ان نورانی و روحانی سفر کے دوران ہزار ہا فاسق و فاجر بے عمل اور بد عقیدہ تائب ہوتے کہیں وعظ و نصیحت کی مٹھاس ہدایت کو موجب بن رہی ہے اور سینکڑوں گمراہ راہ مستقیم پہ گامزن ہوتے اور کبھی باطنی تصرف اور کشف و کرامات کا اظہار کر کے ہزاروں روحانی و جسمانی بیمار لوگوں کی شفایابی کا انتظام کر دیتے اور بے شمار ہندو اور سکھ نغمہ توحید بلند کر کے محبت کے اس سفر میں شامل ہو جاتے۔ آپؒ نے اپنی ہر ہر ادا اور ہر ہر سانس سے تبلیغ دین کا کام کیا۔ اسی طرح لاتعداد وہ خوش نصیب لوگ بھی ہیں جنہیں معرفت الٰہیہ کے جام نوش کروائے۔ اور فیضانِ طریقت سے مستفیض کر کے مخلوق خدا اور اُمت مصطفیٰ ﷺ کے لئے راہبری اور پیشوائی کے منصب پر فائز کیا۔

برادران اسلام! حضور قبلہ عالم غوث الامت غواص بحرِ معرفت حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ نے دین اسلام کی تعلیم و تبلیغ، قلب انسانی کی تطہیر، اخلاق و کردار کی تعمیر کا اہم فریضہ ایسے موثر اور دلنشین انداز میں انجام دیا ہے کہ اسم بامسمیٰ ہو گئے کہ خود غلام محی الدین ہوتے ہوئے محی الدین ہو گئے۔

آستاں کتنا حسیں ہے پیر محی الدین کا
نام کتنا دلنشیں ہے پیر محی الدین کا
قطب عالم، شیخ کامل نائب غوث الوریٰ
چرچا یوں روئے زمیں ہے پیر محی الدین کا

رب الاولیاء کا فیصلہ ہی برحق ہے ہجر و فراق کی گھڑیاں اختتام پذیر ہوئیں۔

حضور قبلہ عالم خواجہ غزنویؒ 28 ربیع الاول 1395ھ بروز جمعۃ المبارک بمطابق 11 اپریل 1975ء دو بج کر پینتیس منٹ (2:35) پر فرشتوں کی بارات میں اپنے محبوب حقیقی کے رُخِ تاباں کی بے حجاب زیارت کے لئے پسِ حجاب میں وصالِ یار کے لئے پردہ وصال میں تشریف لے گئے۔

مہتاب چھپ گیا پر اس کی ضیاء باقی ہے
اِس بزم عشاق کا اب بھی وہی ساقی ہے

آؤ نیریاں شریف چلیں

یک زمانہ صحبت با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اللہ تعالیٰ کے ولی کی صحبت میں ایک لمحہ گزارنا سوسال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

عرس مبارک قدوۃ السالکین حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ 14,15 جون 2014ء بروز ہفتہ، اتوار دربار فیض بار نیریاں شریف آزاد کشمیر انعقاد پذیر ہو رہا ہے۔ جس میں دنیا بھر سے غلامانِ رسول ﷺ شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ علمائے کرام کے خطبات، حلقہ ذکر، تربیتی دروس کی نشستیں منعقد ہوتی ہیں۔ آخری نشست میں سرتاج الاولیاء حضرت علامہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ علمی و روحانی خطاب کے بعد دُعا فرماتے ہیں۔ اس علمی و روحانی تقریب عرس میں شرکت کیلئے بصورت قافلہ رابطہ فرمائیں۔

عاطف امین صدیقی: 0333-6533320 — محمد صفدر صدیقی: 0312-9658338
محمد نعیم صدیقی: 0323-6623025 — حاجی محمد عادل صدیقی: 0345-7796179
حافظ محمد لیاقت صدیقی: 0324-8666258 — محمد عدیل یوسف صدیقی 0321-7611417

ایک دعوت۔ درخواست

معزز قارئین کرام:۔

صاحبانِ علم و فضل، وابستگانِ دربار فیضبار نیریاں شریف خلفائے کرام، متوسلین، معتقدین، برادرانِ طریقت ہم سب مل کر اپنے راہبر راہنما روحانی پیشوا محسنِ ملت اسلامیہ، سفیر عشق رسول، سرتاج الاولیاء آفتاب علم و حکمت، واقف رموزِ حقیقت حضرت علامہ پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حضور خراجِ عقیدت محبت اور آپ کے کارہائے نمایاں کا تذکرہ، سیرت، صورت، خدمات، تعلیمات، مکتوبات، ملفوظات، خطابات، منقبت، کرامات آپ کی حیات مبارکہ کے ہر گوشے پر روشنی ڈالنے کی سعی جمیل کرنا چاہتے ہیں۔

آپ بھی قلم اُٹھائیے۔ آپ لکھ سکتے ہیں وہ واقعہ

☆ جو آپ کا بیعت کرنے کا سبب بنا۔
☆ وہ دعا کی قبولیت جو آپ نے قبلہ عالم سے کروائی۔
☆ وہ فیض جو آپ کو ملا۔
☆ وہ تربیت جو آپ کی زندگی کو کامیاب بنا گئی۔
☆ وہ صحبت جس میں آپ نے بہت کچھ سیکھا۔ جو سیکھا وہ لکھیں۔
☆ وہ تذکرہ جس نے آپ کو متاثر کیا۔
☆ وہ کرامت جو آپ نے دیکھی۔
☆ وہ لمحاتِ قُرب جس میں حُبِ نبی ﷺ کی سوغات نصیب ہوئی۔
☆ وہ صحبت صدیقی جس میں ذکر الٰہی کی لذت اور ذوقِ دوام ملا۔

ہر وہ بات جو خراج عقیدت میں لکھی جا سکے لکھئے دوسروں تک پہنچائیے۔ مجلہ محی الدین آپ کی تحریر کو زینت بنائے گا۔ اور بعد میں ایک کتاب کی صورت میں جمع کر کے شائع کریں گے۔ محقق دوراں عظیم مذہبی سکالر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحٰق قریشی صاحب نے سلسلہ نیریاں شریف پر کتاب، جمال نقشبند لکھی ہے اس میں سے جمال صدیقی کا تذکرہ قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ ہمیں آپ کی تحریر کا انتظار رہے گا۔

خاک پائے مرشد:۔ عدیل یوسف صدیقی

جمالِ نقشبند سے جمال صدیقی کا تذکرہ

از: پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب

قسط دوم

آہستہ آہستہ کامیاب پیش رفت جاری رہی۔ ہیکلی میں ہدایہ شریف کے مشکل مراحل طے کئے تو تکمیل درسیات کے لئے جامعہ نعیمیہ لاہور آگئے جہاں مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ علم دراز تھا۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ درسیات کے ماہر، دقائق آشنا اور معارف کے کامیاب استاد تھے۔ آپ کا نوتعمیر مدرسۃ جامعہ نعیمیہ اب تک لاہور کی فضاؤں میں کامیاب ارسال علم کی شہرت رکھتا ہے۔ دالگراں چوک سے شروع ہونے والے یہ منبع علم، اعتماد علم کا ایسا حوالہ ہے کہ اب تک شہرت کے آسمان پر ہے۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مربوط طرز تکلم کے ماہر تھے اور درپیش مسائل کو روایت و درایت کی اساس پر حال کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔ مفتی رحمۃ اللہ علیہ کے قرب نے پیر صاحب میں استنباط و استخراج کا وہ جوہر پیدا کر دیا جو آپ کی ہر تقریر اور ہر تحریر کر امتیازی نشان ہے۔ جامعہ نعیمیہ ہی تھا جہاں پیر صاحب تکمیل درسیات کی منزل پائی۔ بظاہر مروجہ علوم کی تحصیل کا مرحلہ مکمل ہو گیا تھا مگر علم کا متلاشی کبھی سیر نہیں ہوتا، سوچا کہ دینی علوم کی اساس قرآن مجید اور احادیث مبارکہ ہی ہیں۔ باقی علوم تو ان تک رسائی کے وسائل ہیں اس لئے قرآن مجید کے رموز تک رسائی کے لئے ایسا استاد چاہیے جو بحر الحقائق ہو اور متلاشیانِ علم کو سیراب کرنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہے۔

قرآن فہمی کے جذبے نے وزیر آباد کا سفر کرایا جہاں ابو الحقائق مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند علم اور قرآنی علوم کے متلاشی طالب علم دور دور سے وزیر آباد کا رُخ کر رہے تھے۔ پیر صاحب کا تو مشن ہی یہی تھا کہ ہر اُس در پر دستک دی جائے جہاں کوئی فیض رساں صاحب علم موجود ہو، چنانچہ وزیر آباد آگئے۔ اور دورہ قرآن میں شریک ہو گئے۔ باخبر سامع پیر صاحب کے ارشادات میں بعض اوقات مولانا ہزاروی مرحوم کی آواز سنتا ہے۔ وہی با اعتماد لہجہ،

وہی استخراج مسائل کی سطوت اور وہی سامعین کو اپنی گرفت میں لے لینے کی قوت، وزیر آباد میں ترجمہ قرآن پڑھا کہ وہاں لفظ لفظ پر عقیدت کا پہرہ تھا اور حرف حرف کی حرمت کا احساس تھا۔ تفسیری نکات سے بہرہ ور ہوئے کہ کس طرح قرآن مجید کے حرف حرف سے عظمتِ رسالت ہویدا ہوتی ہے۔ یہ طرز استدلال آج بھی پیر صاحب کے ہر جملے سے عیاں ہے۔

قرآن مجید کے اسرار سے فیض یافتہ یہ طالب علم لائل پور کا راہی ہوا کہ وہاں علم کو وقار عطا ہوا تھا۔ قرآن اگر الٰہی فرامین کا مجموعہ ہے تو حدیث ان فرامین کی عملی تطبیق کی حکایت ہے۔ حدیث کے مطالعہ کے بغیر قرآن مجید کی عملی تفسیر سامنے نہیں آتی اور قرآن مجید ایک ضابطہ حیات کی صورت نہیں لیتا۔ لائل پور میں درس حدیث کا منصب حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا۔ حضرت شیخ الحدیث کا طرز تدریس حروف و الفاظ سے لغوی معجمی آشنائی پر ہی کفایت نہ کرتا تھا بلکہ ہر ہر کلمہ کے ورے ذاتِ رسالت کی موجودگی کا احساس دلاتا تھا۔ یہاں حدیث پڑھائی ہی نہ جاتی تھی، اس کا وجدان عطا کیا جاتا تھا۔ پیر صاحب اس وجدان کے متلاشی تھے اس لئے لائل پور (اب فیصل آباد) آگئے۔ مختلف اساتذہ سے استفادہ کیا۔ یہ استفادہ دراصل حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی حاضری کی تمہید تھی۔ مولانا حافظ احسان الحق رحمۃ اللہ علیہ مولانا سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اساتذہ سے کسب فیض کر ہی رہے تھے۔ کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حلقہ درس میں بلا لیا حالانکہ تیاری کے مراحل مکمل طور پر طے نہ ہوئے تھے۔ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی کیمیا گر نظر نے بھانپ لیا تھا کہ اس طالب کو مزید تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تیز رو طالب علم اب اختتامی تربیت کا مستحق ہو چکا ہے۔

جامعہ رضویہ فیصل آباد کے علمی ماحول نے مشکل سے مشکل اسباق اس تیزی سے ازبر کرائے کہ دورہ حدیث سے سیرتِ رسول ﷺ میں ڈھل جانے کا ذوق فراواں ہو گیا۔ حضرت پیر صاحب کا منتہی علم، قرب کی منزلوں سے آشنا ہوتا جا رہا تھا۔ کہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا علمی فیضان احاطہ کئے ہوئے تھا۔ دارس و مدرس مطمئن تھے کہ منزل مراد قریب آتی جا رہی

ہے۔آخر دستارِ فضیلت سجادی گئی۔یہ دستار رسمی نہ تھی۔حقیقتاً دستارِ عظمت تھی۔واپس لوٹے تو وہ نہیں تھے جو جامعہ رضویہ میں آئے تھے۔ایک بدلی ہوئی شخصیت ایک مکمل نیا وجود جس کے دامن میں علم کی خیرات بھی تھی اور حسنات کی سوغات بھی۔

تکمیل علم کے بعد نیریاں شریف لائے، والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ جو رفعت علم چاہتے تھے حاصل ہو چکی تھی۔ایک ایسا جوان سامنے تھا جو ترویج خیر کا عزم لئے ہوئے تھے اور اس عزم میں صلاحیت بھی نمایاں تھی۔حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے مطابق کہ خلافت کے لئے تین شرائط ہیں۔علم، عمل اور اخلاص۔والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ نے ہر جانب صلاحیتوں کی جولانی دیکھی تو خلافت سے نواز دیا۔یہ مستقبل کے کارہائے نمایاں کی تمہید تھی۔پیر صاحب نے خلافت کو اعزاز سے زیادہ ذمہ داری سمجھا اور ہمہ تن اس ذمہ داری کو نبھانے کے لئے کمربستہ ہو گئے۔نیریاں شریف کے باسیوں پر ہی نہیں۔کشمیر و پاکستان کے اطراف میں خلافت کا یہ فیضان پھیلتا چلا گیا حتیٰ کہ برصغیر کے باہر ممالک غیر میں بھی اس کے اثرات نظر آنے لگے۔یورپ کا سفر پیر صاحب کا ہمیشہ سے معمول رہا کہ مشکل مراحل سے گزرنا آپ کو زیادہ پسند تھا اور یہ کہ یورپ کا نا آشنا ماحول متقاضی تھا کہ وہاں دینِ حق کی روشنی عام کی جائے۔یہ یقیناً دشوار گزار مرحلہ تھا کہ مادی آسودگیوں میں غرقاب انسان روحانی عظمتوں سے بے بہرہ ہوتے ہیں مگر یہی تو وہ کام ہے کی مردانِ خیر کو کرنا ہے اور اس اعتماد کے ساتھ آیا کہ

مرد باید کہ ہراساں نہ شود

پیر صاحب اسی عزم بلند کے ساتھ ہر مشکل سے ٹکرانے کا حوصلہ پا کر میدان تبلیغ میں اُترے۔کشمیر کی وادی کو تو مرکز ہونے کا شرف حاصل تھا۔آپ نے اسی کو مرکز بنایا اور اپنے مشن کا آغاز کیا۔1966ء کا سال وہ انقلابی دورانیہ ہے کہ آپ لندن کی سرزمین کو اپنی جولاں گاہ بنانیکے لئے وہاں تشریف لے گئے۔برطانیہ میں مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد بس چکی تھی۔حصول رزق کے متعدد ذرائع دریافت ہو چکے تھے۔مالی معاملات سے ذرا فراغت ہوئی تو عاقبت کی فکر بھی

ہونے لگی۔مسجدیں تعمیر ہونے لگیں۔دینی اجتماع منعقد ہونے لگے۔تبلیغی ضرورت کے تحت مبلغین واعظین کی ایک کثیر تعداد برطانیہ کو مسکن بنانے لگی مگر

ظرف کی تشنگی بھی محتاجِ ساقی تھی ابھی

یہی احتیاج پیر صدیقی مدظلہ العالی کو برطانیہ لے آئی۔راہنمائی کا سلیقہ حاصل تھا اور حالات کے تقاضوں سے بھی باخبری تھی۔بہت جلد پذیرائی ملی۔شہر شہر اجتماع ہونے لگے اور ایک مربوط سلسلہ رشد قائم ہو گیا۔ایک مضبوط حلقہ اس مشن کی ترویج میں ہمراہ ہوا اور برطانیہ کے قریہ قریہ سے خوش آمدی دعوت نامے ملنے لگے۔نیریاں شریف کا سلسلہ مائل بہ عروج تھا کہ خبر ملی حضرت خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت بہت ناساز ہے اور اضمحلال بڑی تیزی سے جسم میں سرایت کرتا جا رہا ہے۔جب اطلاعت تشویشناک حدوں کو چھونے لگیں تو آپ نے واپس آنے کا فیصلہ کر لیا۔اگست 1974ء کو نیریاں شریف آ گئے۔والد گرامی کی ناسازی طبع اندوہناک ہوتی جا رہی تھی چنانچہ فیصلہ کر لیا گیا کہ راولپنڈی لے جایا جائے اور ملٹری ہسپتال میں جتنے روز بھی قیام رہا۔آپ اپنے والد گرامی اور مرشد کریم کے پہلو میں رہے مگر تقدیر کا فیصلہ نافذ ہو چکا تھا۔تقریباً چھ سات ماہ کی کشمکش کے بعد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی روح آسمان کی بلندیوں کی جانب پرواز کر گئی۔نیہ 11 اپریل 1975 دوپہر کا سماں تھا کہ نیریاں شریف کا راہنمائے اول اپنا مشن مکمل کر کے تہہ خاک آسودہ ہو گیا۔(جاری ہے)

محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد کے زیر اہتمام عظیم الشان

محفلِ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

رہائشگاہ محمد اظہر صدیقی الیاس پارک منعقد ہوئی۔جس میں ختمِ خواجگان، درود تاج، تلاوت و نعت کے بعد خصوصی خطاب حضرت علامہ محمد عدیل یوسف صدیقی صاحب مدیر اعلیٰ مجلّہ محی الدین فیصل آباد نے فرمایا۔
محفل کے اختتام پر لنگرِ صدیقیہ بھی تقسیم ہوا۔

مجھے بلایا گیا تھا

الحاج حضرت قبلہ صوفی بشیر احمد چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر حاجی مبارک علی چشتی مبارک کاٹن ہاؤس گول کپڑا والے اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ بیت الامان کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ تو مریدین نے نیریاں شریف کے عرس کا بتایا کہ وہاں حضرت صوفی صاحب حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کا کیا پروگرام ہے۔ حاجی مبارک علی چشتی صاحب نے کہا میں بتاؤں گا۔ یہ کہہ کر مجلس ختم ہوئی۔ بعدازاں پیر حاجی مبارک علی چشتی کا بیان ہے کہ عالم خواب میں مجھے خواجہ خواجگان پیر علاؤالدین صدیقی صاحب کا دیدار ہوا۔ اور فرمانے لگے۔ عرس مبارک کی تقریب میں آپ ضرور آئیں، آپ کے والدِ گرامی بھی دربار فیضبار میں حاضری دیا کرتے تھے۔ صبح اُٹھتے ہی سجدہ شکر ادا کرتے ہوئے تمام احباب سے اعلان کر دیا کہ مجھے تو نیریاں شریف سے بلاوا آگیا ہے۔ تم میں سے جو جانا چاہے تیاری کرلے۔ دس افراد حاضر ہوئے، نیریاں شریف پہنچتے ہی استقبال ہوا، ہر کوئی پیار و محبت سے مل رہا تھا۔ جیسا کہ ہر کوئی جانتا ہو۔ یہ اس لئے تھا کہ مجھے بلایا گیا تھا۔

مرکزی تقریب کا آغاز ہوا ہم سب پنڈال میں حاضر ہوگئے۔ اسٹیج سے اعلان ہونے لگ گیا کہ علمائے کرام اور مشائخ عظام اسٹیج پر تشریف لے آئیں۔ اعلان کے باوجود اسٹیج پر جانے کی بجائے پنڈال میں ہی بیٹھنا سعادت سمجھا۔ بار بار اعلان کے بعد ہم اسٹیج پر گئے اس لئے کہ مجھے بلایا گیا تھا۔

لمبی قطار تھی قبلہ حضرت صاحب سے ملاقات کرنے والوں کی۔ ہمیں حاضری نصیب ہوئی تو حضرت صاحب نے دیکھتے ہی پیار سے فرمایا۔ آپ آگئے۔ مجھے پیار سے بہت نوازا گیا۔

یہ سب اس لئے تھا کہ۔۔۔۔۔ مجھے بلایا گیا تھا۔

کاش میں بلایا جاتا رہوں اور وہ نوازتے رہیں۔ (آمین)

اللہ کی طرف رجوع کرنے والا

بیعت ہونے والے نوجوانوں سے خطاب

مرشد کریم حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ملفوظات "مفتاح الکنز" سے انتخاب

جوانی کا دور، غضب و غصہ اور بغاوت کا دور ہوتا ہے۔ شر، فتنہ اور گناہ کے اس دور میں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا جس طرف جاتا ہے اللہ کی رحمتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں۔

یہ ہاتھ دو طاقتیں رکھتا ہے۔ دھکا بھی دے سکتا ہے گرے ہوئے کو اُٹھا بھی سکتا ہے آپ کو کون سی ادا پسند ہے۔ یہ آپ کی اخلاقی جرات فیصلہ کرے گی۔ یہ ہاتھ برائی بھی کر سکتا ہے نیکی بھی کر سکتا ہے۔ جس نے برائی کا راستہ روک کر نیکی کو اس پر حاوی کر دیا اس نے حق غلامی ادا کر دیا۔ اس راہ میں ذکر بنیادی سبق ہے۔ ایک زبان کا ذکر ہوتا ہے۔

لا الہ الا اللہ سبحان اللہ اللہ اکبر

سبحان اللہ و بحمدہٖ و سبحان اللہ العظیم

اس کے علاوہ ایک اور ذکر ہے ذکر اسم ذات۔ سانس کے ساتھ اللہ ہو پڑھنا اس ذکر کی رفتار عرش تک چلی جاتی ہے۔ خداوند کریم پردے ہٹا کر نور نازل فرماتا ہے۔ یہی نقشبندیوں کا خاص ذکر ہے پاکیزہ زندگی گزارو، مرید پیر کی امانت ہے۔ پیر کی عزت آپ کی عزت ہے، پیر کے ساتھ محبت اس لئے کرو کہ یہ نبی کریم ﷺ کے در تک رسائی کا ذریعہ ہے اور ان تمام رابطوں کی بنیاد اللہ کا ذکر ہے۔ جدھر جاؤ چراغ بن کر رہو۔ آپ نے دیکھا ہوگا بڑی بڑی شاہراہوں اور تنگ راستوں میں چراغ جلائے جاتے ہیں تا کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے اور جس گھر میں چراغ روشن ہو، چور وہاں ڈاکہ نہیں ڈالتے۔ اس خوف سے کہ مالک مکان جاگ رہا ہے۔ صوفیاء بھی چراغ جلاتے ہیں تا کہ کہیں کوئی چور ڈاکہ ڈالنا بھی چاہے تو روشن چراغ کی بدولت گھر بچ جائے۔ پیار، حیا، محبت اور نیکی کی تصویر بن کر رہو، زندگی تو ہر حال میں گزر جائے گی۔ صرف زندگی تو حیوانات بھی گزار لیں گے مگر مقصدِ تخلیق کی تکمیل کے ساتھ باکمال زندگی گزرے تو اور بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو بامقصد زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"زندگی کی قیمت زندگی دینے والے سے پیار کے بعد معلوم ہوتی ہے"

(29-07-1996ء نیریاں شریف)

صُورت وسیرت وارشادات

خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ/ کتاب حیات محی الدین سے انتخاب

حلیہ مبارک: حضور قبلہ عالم خواجہ غلام محی الدین غزنوی رحمۃ اللہ علیہ درمیانہ ومتوازی قد تھے۔قوی جسم، گٹھا ہوا بدن، مضبوط اور پُر گوشت دست وبازو، گندمی رنگ، نورانی چہرہ، کشادہ چہرہ اور چمکتی پیشانی خوبصورت بینی، بادہ وحدت سے مخمور اور متوسط آنکھیں، بھرے بھرے رخسار، سنت نبوی ﷺ کے مطابق پوری سینہ پر پھیلی ہوئی داڑھی، چوڑا سینہ، اسرار الٰہی کا خزینہ، پُر وقار، عالی ہمت، بارعب مگر دل آویز شخصیت وصورت کے مالک تھے۔

لباس: سفید اُجلا مگر سادہ لباس زیب تن فرماتے جو شلوار کرتے پر مشتمل ہوتا۔ پہلے پہلے سر پر عمامہ باندھا کرتے تھے لیکن بعد میں بالتزام سبز رومال زیب سر رکھنے لگے، سیاہ واسکٹ، کالے رنگ کا جبہ، ہر وقت زیب تن ہوتا تھا گرمیوں میں کبھی کبھار سیاہ واسکٹ اور اوپر سفید چادر اوڑھے رکھتے، پُر تکلف لباس سے اجتناب فرماتے تھے۔خوشبو بکثرت استعمال فرماتے طبیعت عجز وانکسار، فقر وغنا، زُہد وتقویٰ، ریاضت ومجاہدا ایسے نورانی اوصاف ولباس سے مزین تھی۔

اخلاق کریمانہ: حضور قبلہ عالم ہر شخص سے شفقت وخندہ پیشانی سے پیش آتے، ہر ملنے والے سے خیریت پوچھتے اور نام، جائے سکونت دریافت کرتے جس کے نتیجہ میں اجنبی آدمی فوراً آپ سے مانوس ہو جاتا، واقف وناواقف ہر شخص کی بات بڑی توجہ سے سنتے، اور اس کے سوال کا جواب بڑے مشفقانہ انداز میں دیتے۔غرضیکہ جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ کے فیوض وبرکات عامہ وخاصہ سے پوری طرح مستفید ہوتا۔اپنے اور بیگانے، واقف وناواقف سب کے ساتھ خوش اخلاقی ومہربانی سے پیش آتے۔مہمانوں کی بڑی خاطر ومدارات فرمایا کرتے تھے ان کے خورد ونوش کے اہتمام کے لئے خود بھی تگ ودو فرمایا کرتے تھے۔ایثار وخدمت خلق کے کاموں میں بڑے انہماک اور خلوص سے حصہ لیتے۔خدمتِ خلق ہی اہل طریقت کا ایک نمایاں وصف جمیل ہے بلکہ اہلِ طریقت نے تو مخلوقِ خدا کی خدمت اور اس پر شفقت ومہربانی کو ہی طریقت کا

نام دیا ہے کہ

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست — بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اللہ تعالیٰ کے ذکر کی فضیلت اور اولیاء کاملین کے ''ذکر اللہ'' کی کیفیت کے تذکرہ میں فرمایا۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: آگاہ رہو دلوں کو اللہ کے ذکر سے اطمینان ہوتا ہے۔(پارہ ۱۳ سورۃ الرعد)

اطمینان کیا چیز ہے؟ اطمینان یہ ہے کہ دل سب خطرات سے بے خوف ہو جائے، خطرہ دینی ہو یا دنیوی، یا خطرہ عقبیٰ کا ہو، دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی برکت سے ان سب خطروں سے مطمئن اور بے خوف ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل دل کو اطمینان حاصل نہیں ہوتا۔خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: اے نبی ﷺ اس کی پیروی نہ کرنا جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کو چھوڑ کر نفس وشیطان کی تابعداری کرنا غفلت ہے اور یہ دونوں نفس وشیطان انسان کے ذاتی دشمن ہیں۔قرآن پاک میں دوسری جگہ آتا ہے۔

ترجمہ: اور یاد کر اپنے رب کو جب تو اس کو بھول جائے (پارہ ۱۵ سورۃ کہف)

یعنی جب تمہارے دل پر غفلت کا پردہ پڑ جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔لہٰذا اپنے رب کو ہر وقت، سانس کے ساتھ، تصور کے ساتھ، اپنے دل اور روح کے ساتھ اور ہر رگ رگ سے ذکرِ الٰہی جاری رکھو تا کہ دل سے غفلت کا پردہ دور ہو جائے، ایک بزرگ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: اپنے سانس کی حفاظت کر کیونکہ یہ سارا جہاں ایک دم کا ہے۔عقلمند کے نزدیک ایک سانس پوری دنیا سے بہتر ہے۔دنیا کے رنج وحسرت میں اپنی عمر ضائع نہ کر۔فرصت کا یہ وقت بڑا قیمتی ہے مگر وقت کی تلوار اسے بڑی تیزی سے کاٹ رہی ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے۔

ترجمہ: انسان کے تمام سانس گنے ہوئے ہیں، جو سانس بغیر ذکرالٰہی کے نکلتا ہے وہ مردہ ہے لہٰذا کوئی سانس لغوی نہ نکالے۔ اولیائے کاملین کے ہر سانس کے ساتھ چار سو بار اسم اللہ بدن سے نکلتا ہے۔ چوبیس گھنٹے دن اور رات میں چوبیس ہزار سانس نکلتا ہے جن میں سے کوئی سانس لغوی نہ جائے۔ پیرومرشد پر لازم ہے کہ وہ مرید کے سانس کو درست کرے تاکہ وہ منزل مقصود پر پہنچ جائے یعنی مرید کو ذکر کی تلقین کرے اور پیر اپنے باطنی تصرف سے مرید کے دل میں جسم و جان میں ذکرِ الٰہی بسا دے تاکہ مرید کے جسم کی تین سو ساٹھ رگیں۔ روح، قلب، زبان، آنکھیں، کان، سر، خفی اور اخفیٰ یہ سب (لطائف) ذکر میں مشغول رہیں۔

نذرانہ عقیدت بحضور شیخ العالم

شہریار طریقت ہیں علاؤالدین صدیقی
میرے کعبہء الفت ہیں علاؤالدین صدیقی

قمر صورت، مہر سیرت، چمن فطرت، بہاراں خو
مجسم نور و نکہت ہیں علاؤالدین صدیقی

ہیں تفسیر محی الدین، بہ الفاظ و معانی وہ
نگہبان شریعت ہیں علاؤالدین صدیقی

میرے ہمدم، میرے مونس، میرے محبوب لاثانی
میری جان عقیدت ہیں علاؤالدین صدیقی

خزف کو جو بہ اعجاز نظر کر دیں صدف مسعود
وہ مرد با کرامت ہیں علاؤالدین صدیقی

یہ منقبت 20 مئی 1965ء کو محترم مسعود احمد صاحب نے فیصل آباد لکھی اور سنائی۔

تاریخ ساز خطاب

حضرت علامہ پیر محمد علاؤالدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ 26 مارچ 1979ء

مرتب: حضرت علامہ خلیفہ مشتاق احمد علائی صاحب مہتمم جامعہ محی الدین صدیقیہ اقبال نگر ضلع ساہیوال

کل پاکستان میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس بمقام مصطفیٰ آباد (رائیونڈ) 25-26 مارچ 1979ء بروز اتوار، پیر منعقد ہوئی جس میں شرکاء کی تعداد کا اندازہ تیس لاکھ سے زائد کا ہے۔ تیسری آخری اور سب سے بڑی نشست 26 مارچ بروز پیر رات 9 بج کر 10 منٹ سے پونے تین بجے صبح تک جاری رہی۔ اس میں نائب اکبر غوث الاعظم جیلانی، پندرھویں صدی کے مجدد برحق، محبوب الٰہی، شیخ العالم الحاج خواجہ پیر علاؤالدین صاحب صدیقی مدظلہ الاقدس سجادہ نشین آستانہ عالیہ نیریاں شریف آزاد کشمیر بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے اور جس مقصد کے لئے رائیونڈ میں میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقد کی گئی تھی اسے نئے اور اچھوتے اسلوب، فصاحت و بلاغت اور شاندار تمثیلات سے بیان فرما کر مشائخ، علماء، وکلاء، نیز موافق و مخالف ہر ایک سے خراج تحسین حاصل کیا اور سبھی کا متفقہ فیصلہ کہ میلاد مصطفیٰ ﷺ کانفرنس رائیونڈ کی ہر سہ نشستوں سے خطاب فرمانے والے مشائخ و علماء اور مقررین میں آپ کے ارشادات عالیہ فائق رہے اور آپ ہی اس کانفرس کے بے مثال اور لاثانی مقرر ہیں۔ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام علی القادری اوکاڑوی نے آپ کو اس کانفرنس کا مقرر اعظم قرار دیا۔

آپ کے رائیونڈ تشریف آوری کا شکریہ ادا کرنے کے لئے قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی، مخدوم اہل سنت شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی اور دیگر اکابرین جمعیت علماء پاکستان نیریاں شریف کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر 24 مئی 1979ء شام دربار عالیہ نیریاں شریف پہنچے اور قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی صاحب اور مجاہد اہل سنت مولانا عبدالستار خان نیازی صاحب نے فرمایا۔

”یا حضرت ہمیں قدم قدم پر آپ کی قیادت، رہنمائی اور حمایت و نصرت کی ضرورت

ہے۔ہم آپ کے بغیر نہیں چل سکتے اور ہم آپ کو نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس منعقدہ برمنگھم انگلستان بتاریخ 15 جولائی 1979ء بطور مہمان خصوصی تشریف فرمائی کے لئے دعوت نامہ دینے آئے ہیں''۔

آپ نے بے پناہ مصروفیات کے باوجود دعوت قبول فرمائی اور انگلستان میں اپنے لاتعداد مریدین کو نظام مصطفیٰ ﷺ کانفرنس برمنگھم کو کامیاب بنانے کا حکم فرمایا اور مقررہ تاریخ کو بنفس نفیس تشریف لے گئے اور وہاں قیام فرما کر تائید وحمایت فرمائی۔

تاریخ ساز خطاب ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لحمد لله وكفى وسلام على عبادة لذين اصطفى اما بعد فاعوذ بالله من لشيطان لرجيم بسم الله لرحمن لرحيم تبارك لذى نزل لفرقان على عبدة ليكون للعلمين نذيرا۔

آج کا یہ اجتماع سرکار دو عالم ﷺ کے فیضان کا ایک کرشمہ ہے۔

ان کا نام لینے والے، ان کے نام پر جینے والے، ان کے نام پر مرنے والے، ان کا احترام کرنے والے، ان پر سلام پڑھنے والے ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں اور اس اجتماع کیفیت سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ آپ کو اور آپ کے قائدین کو اللہ تعالیٰ نے نظام مصطفیٰ ﷺ کی تکمیل کے لئے قبول فرما لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تبارك لذى نزل لفرقان على عبدة ليكون للعلمين نذيرا۔ برکت والی وہ ذات ہے جس نے فرقان اپنے بندے پر نازل فرمایا اے فرقان تو نے جدائی کرنی ہے۔اے فرقان میں تجھے جدائی کے لئے بھیج رہا ہوں۔جدا کرو جو مل کر بیٹھے ہیں ان کو جدا کرو۔ بھائی بھائی کو جدا کر دو۔شوہر کو بیوی سے جدا کر دو۔ماں کو بیٹی سے جدا کر دو۔باپ سے بیٹے کو جدا کر دو۔چچا سے بھتیجے کو جدا کر دو۔ماموں سے بھانجے کو جدا کر دو۔دادا سے پوتے کو جدا کر دو۔ دوست سے دوست کو جدا کر دو۔استاد کو شاگرد سے جدا کر دو اور ایسا جدا کر دو کہ جدائی کے بعد یہ مل

نہ سکیں۔کس کو جدا کرو؟ کافر کو مسلمان سے جدا کر دے، مومن سے مشرک کو جدا کر دے۔مخلص سے منافق کو جدا کر دے، اپنے سے بیگانے کو جدا کر دے، منکر کو مقر سے جدا کر دے اور ایسا جدا کر کہ قیامت تک مل نہ سکیں۔

اور جب جدائی واقع ہو گئی تو ارشاد ہوتا ہے ''اے ایمان والو! اب جدا ہو گئے ہو تو دامن رسول میں اتر جاؤ''

اور دوسرا ارشاد ہوتا ہے کہ جب تم ایک دفعہ جدا ہو گئے ہو اور دامن رسول سے وابستہ ہو گئے ہو تو متحد ہو جاؤ تم میں کوئی شگاف نہیں ہونا چاہیے۔میں نے دیکھا پانی کے قطرے کو کہ وہ دریا سے اُچھل کر ریت میں جذب ہو گیا تو فنا ہو گیا اور اچھل کر پانی کی لہروں میں آ گیا تو پھر بھی فنا ہو گیا۔میں نے دونوں حالتوں میں اسے فنا ہوتے دیکھا ہے۔دریا سے نکل کر ریت میں جذب ہو گیا تو فنا ہو گیا اور اچھل کر واپس لہروں میں آ گیا تو بھی فنا ہو گیا۔مگر فرق اتنا بتا گیا کہ نکل کر جب باہر گیا تو ہمیشہ کے لئے مٹ گیا مگر جب اُچھل کر واپس دریا میں آ گیا تو بقا پا گیا۔

میں نے پھولوں کو بغور دیکھا ہے کہ ٹہنی سے لے کر گلدان میں سجائے گئے ہیں۔ہر ایک نے گلدان سجائے مگر باغ سے پھول لے لے کر۔میں نے یہ بھی بغور دیکھا ہے کہ دوسروں نے بھی اپنے گلدان سجائے ہیں اور چمن سنیت سے پھول لے کر اپنے گلدان سجائے ہیں۔میں نے بغور دیکھا ہے کہ سینکڑوں نے سنیت کے پھولوں سے اپنے گھر سجائے ہیں کیونکہ یہ ہر گھر سجانے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنی حیثیت سے نکل گئے تو ہمیشہ کے لئے مٹ جاؤ گے۔اس پھول کو میں نے گلدان میں مرجھائے ہوئے دیکھا ہے ٹہنی کے سر پر اور کانٹوں کے درمیان مسکراتا ہوا پایا میں اس سے پوچھنے لگا کہ تو شیشے کے گلدان میں، محلات میں مرجھا گیا مگر کانٹوں کے درمیان مسکرانے لگا۔سبب کیا ہے؟ وہ زبان حال سے پکار اُٹھا کہ وہاں کیوں مسکرا گیا اور یہاں کیوں رو گیا۔مجھے شیشے سے غرض نہیں مجھے اپنے اصل سے غرض ہے۔

اور میں نے پھول کو پھر غور سے دیکھا کہیں ٹوپی میں سجایا گیا کہیں بٹن میں لگایا گیا کہیں

سینے پر لگایا گیا کہیں مرجھا مرجھا کر پتیوں میں تقسیم ہو ہو کر روندے گئے۔ پوچھا کسی نے نہیں۔ لیکن جو پھول بکھر بھی گئے اور پھر سمٹ کر ہار بن گئے وہ گلے سے لپٹ گئے اگر کہیں بکھر بھی جاؤ تو سمٹ کر کسی کے گلے سے لگ جاؤ۔

ایک مسلک ہے اور ایک مصلحت ہے۔ جب تک مسلک مصلحت پر قربان ہوا ہمارا نام مٹتا چلا گیا اور آج جب مصلحت مسلک پر قربان ہو رہی ہے تو زندگی، جاوداں مل رہی ہے میں اپنے قائدین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مصلحت کے مسلک پر قربان کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ کبھی شہر میں، کبھی گاؤں میں، کوہسار میں، کبھی چمن میں، کبھی گلیوں میں کبھی کوچوں میں، کبھی صحن میں، کبھی مسجد میں کبھی منبر پر، کبھی کہاں کبھی کہاں جہاں بھی گئے وہ مصلحت کو عظمت مصطفیٰ پر قربان کرنے کا درس دیتے گئے۔

میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب فیضان کہاں کا ہے میں دیکھتا ہوں اِدھر بھی جبے ہیں اُدھر بھی جبے نظر آتے ہیں اِدھر بھی دستار ہے اُدھر بھی دستار ہے۔ قرآن ادھر بھی ہے قرآن اُدھر بھی ہے بخاری اِدھر بھی ہے بخاری اُدھر بھی ہے مسجد و محراب و منبر اِدھر بھی ہیں یہ سب کچھ اُدھر بھی ہے تقریر اِدھر بھی ہے تقریر اُدھر بھی ہے تجدید اِدھر بھی ہے۔ تجدید اُدھر بھی ہے۔ مجدد اس طرف بھی ہیں۔ مجدد اُس طرف بھی ہیں۔ ولایت اس طرف ہے نام کی ولایت اُس طرف بھی ہے مولوی اِدھر بھی ہے مولوی اُدھر بھی ہیں صوفی اِدھر بھی ہیں صوفی اُدھر بھی ہیں۔ قاضی اِدھر بھی ہیں قاضی اُدھر بھی ہیں۔ عوام الجھ کر رہ گئے اِدھر جاؤں اُدھر جاؤں۔ فیصلہ کرنے کے لئے ایک لمحہ درکار ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جو سفید رنگ کے بلب ہوتے ہیں عقل مند آدمی غور سے دیکھتا ہے کہ تار سے تار ملا ہوا ہوتا ہے تو خرید لیتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ تار سے تار ملا ہوا ہے تو روشنی دے گا مگر بعض ایسے بھی ہوتے ہیں دودھیا قسم کے بلب کہ جن کے تار نظر نہیں آتے عقل مند آدمی اسے ہولڈر سے لگا کر دیکھتا ہے۔

ایسا بلب نظر آئے جو سفید ہو تو تار سے تار ملا ہوا دیکھو تو لے جاؤ اور اگر ایسا دودھیا رنگ کا بلب نظر آئے جس کا تار سے تار ملا ہوا نظر نہ آئے تو اس کی پہچان یہ ہے کہ ہولڈر سے لگا کر

دیکھو۔ ملا، قاضی، مولوی، صوفی، جبے والے، دستار والے، قرآن و بخاری والے تو اُٹھا کر غوث اعظم کے ہولڈر سے لگا کر دیکھو۔

ایسا بلب روشنی دے دے تو سمجھو ہمارے بخت جگانے آیا ہے اگر روشنی نہ دے تو سمجھو دھوکا دینے آیا ہے کون عقل مند ایسا ہے جو بجھا ہوا بلب لے جائے، اصل میں ہمیں امتیاز کا شعور ہی نہیں ملا تھا۔ اور آج جب شعور ملا ہے تو گلی کوچے میں نور ہی نور نظر آتا ہے اور ایک سکون ہے، قرار ہے وقار ہے۔ اس کا سہرا ہمارے قائدین کے سر ہے انہوں نے بارگاہ رسالت سے فیض لے کر گلی کوچے کو منور فرمایا ہے کہ جھکو تو مدینہ نظر آئے اور سر اُٹھے تو عرش سے آگے نکل جائے۔ دو ہی تو مقام ہیں دنیا میں مومن نے قدم رکھا تو کان میں آواز آئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ اور جب مسلمان اسے قبر میں سلانے لگے تو آواز آئی بسم اللہ وعلی ملتِ رسول اللہ۔ چوہدری، صوفی، مولوی کا نام نہ آیا۔ بادشاہ کا نام نہیں آیا۔ آیا تو محمد رسول اللہ کی آواز، علی ملت رسول اللہ کی ندا تھی۔ جب آتے ہوئے بھی وہی اور جاتے ہوئے بھی وہی تو ان وقتوں کے درمیان جو وقت گزر رہا ہے اس میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے بغیر چارہ نہیں۔ آئے ہو تو پیغام مصطفیٰ ﷺ اور گئے ہو تو ندائے مصطفیٰ ﷺ آئے ہو تو سنت مصطفیٰ اور جب گئے ہو تو ملت مصطفیٰ۔ تو سنت اور ملت کے درمیان جو وقت گزر رہا ہے۔ یہ مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں گزرنا چاہیے آؤ بھی تو مصطفیٰ کے لئے، زندہ ہو تو مصطفیٰ کے لئے اور جاؤ بھی تو مصطفیٰ ﷺ کے لئے۔

"میں دربار عالیہ نیریاں شریف کے تمام متوسلین اور نیریاں شریف کے تمام معتقدین کو اپنے ہمراہ اہلسنت و جماعت کے قائدین کے ہر پیغام پر لبیک کہنے کا حکم دیتا ہوں"

آپ کی اجتماعی عزت پر ہماری انفرادی عزتیں قربان ہوں گی تو ملت جاگے گی۔

آفتابِ علم وحکمت واقفِ رموزِ حقیقت
حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
کے ملفوظات کا مجموعہ
جلد اول
مفتاح الکنز
مرتب: خلیفہ محمد انیس صدیقی خادم دربار عالیہ نیریاں شریف
مطالعہ فرمائیں اور معرفت کے موتی چن لیں
ناشر: صدیقیہ پبلیکیشنز فیصل آباد

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما اے طبیب جملہ علت ہائے ما

شہر فیصل آباد میں مرشد کریم حضرت پیر محمد علاؤ الدین صدیقی صاحب
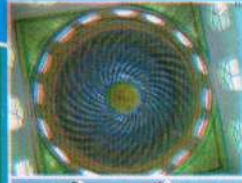
کا ایک عظیم علمی و رفاہی منصوبہ

مرکزی جامع مسجد محی الدین سدھار جھنگ روڈ فیصل آباد کے متصل

محی الدین اسلامی کالجز

شیخ حاجی محمد بشیر داؤد صدیقی (داؤد ٹیکسٹائل ملز)
صدر محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد 0300-8662234

شیخ حاجی محمد آصف صدیقی (سدھے شیخ فیبرکس)
نائب صدر محی الدین ٹرسٹ انٹرنیشنل فیصل آباد 0321-7840000